## 21740 \_ رمضان المبارك میں باجماعت نماز تراویح سنت سے بدعت نہیں

## سوال

کیا باجماعت نماز تراویح بدعت شمار ہو گی کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارك میں ایسا نہ تھا، بلکہ سب سے پہلے اسے شروع کرنے والے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ ہیں ؟

## يسنديده جواب

الحمد للم.

یہ کہنا کہ نماز تراویح بدعت ہے، سراسر غلط اور ناانصافی ہے، بلکہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ:

کیا یہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کی سنت ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارك میں ایسا نہیں تھا، بلكہ یہ عمر رضی اللہ تعالی عنہ كے دور میں ہوا ہے، یا كہ یہ نبی كریم صلی اللہ علیہ وسلم كا طریقہ اور سنت ہے ؟!

لہذا بعض لوگوں کا دعوی ہے کہ یہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کا طریقہ اور سنت ہے، اور اس کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ:

عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ نے ابی بن کعب رضی اللہ تعالی عنہ اور تمیم داری رضی اللہ تعالی عنہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعات پڑھائیں، اور ایك رات عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ باہر نكلے تو لوگ نماز ادا كر رہے تھے، تو عمر رضی اللہ تعالی عنہ كہنے لگے:

" یہ بدعت اور طریقہ اچھا ہے"

یہ اس کی دلیل ہے کہ اس سے قبل یہ مشروع نہ تھی .....

لیکن یہ قول ضعیف ہے، اور اس کا قائل صحیحین وغیرہ کی اس حدیث سے غافل ہے کہ:

" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو تین راتیں قیام کروایا اور چوتھی رات نماز نہ پڑھائی، اور فرمایا: مجھے خدشہ تھا کہ تم پر فرض نہ کر دیا جائے"

×

صحیح بخاری حدیث نمبر ( 872 ).

اور مسلم شریف کے الفاظ یہ ہیں:

" لیکن مجھے یہ خوف ہوا کہ تہ پر رات کی نماز فرض کر دی جائے اور تہ اس کی ادائیگی سے عاجز آجاؤ"

صحيح مسلم حديث نمبر ( 1271 ).

لہذا سنت نبویہ سے تراویح ثابت ہیں، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تسلسل کے ساتھ جاری نہ رکھنے کا مانع ذکر کیا ہے نہ کہ اس کی مشروعیت کا، اور وہ مانع اور علت فرض ہو جانے کا خدشہ تھا، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے یہ خوف زائل ہو چکا ہے، کیونکہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے تو وحی بھی منقطع ہو گئی اور اس کی فرضیت کا خدشہ بھی جاتا رہا، لہذا جب انقطاع وحی سے علت زائل اور ختم ہو چکی جو کہ فرضیت کا خدشہ اور خوف تھا، تو معلول کا زوال ثابت ہو گیا، توپھر اس وقت اس کا سنت ہونا واپس پلٹ آئے گا. اھ

ديكهيں: الشرح الممتع لابن عثيمين ( 4 / 78 ).

اور صحیحین میں عائشہ رضی اللہ تعالی عنہ سے حدیث مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو کام بھی کرنا پسند کرتے اور اسے صرف اس خدشہ سے ترك كر دیتے تھے کہ لوگ اس پر عمل شروع كردينگے اور یہ ان پر فرض كر دیا جائے گا...

صحيح بخارى حديث نمبر ( 1060 ) صحيح مسلم صلاة المسافرين حديث نمبر ( 1174 ).

امام نووی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت پر مکمل شفقت و مہربانی کا بیان پایا جاتا ہے۔ اھ

لہذا یہ کہنا کہ نماز تروایح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت نہیں بلا وجہ اورغلط ہے، بلکہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خدشہ کے پیش نظر اسے ترك كیا تها كہ كہیں علیہ وسلم نے اس خدشہ كے پیش نظر اسے ترك كیا تها كہ كہیں یہ امت پر فرض نہ ہو جائے، اور جب نبی كریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے تو یہ خدشہ جاتا رہا.

اور ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ مرتدین کے ساتھ لڑائی اور جنگ میں مشغول رہے، اور پھر ان کی خلافت کا عرصہ بھی بہت ہی قلیل ( دو برس ) ہے، اور جب عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا دور آیا اور مسلمانوں کے معاملات درست ہو گئے تو لوگ رمضان المبارك میں اسی طرح نماز تراویح کے لیے جمع ہو گئے جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

×

کے ساتھ جمع ہوئے تھے۔

لہذا عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے جو کچھ کیا ہے وہ زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ انہوں اس سنت کا احیاء کیا اور اسے کی طرف واپس گئے۔

اللہ تعالی ہی توفیق بخشنے والا ہے.

والله اعلم.